بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل لاہور

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ

عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

روزنامہ

تار کا پتہ :- ڈیلی الفضل لاہور

فی پرچہ ۱

267

یوم - سہ شنبہ - ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۷۴ھ

جلد ۴۳/۸ ★ ۲۱ فتح ۱۳۳۳ ہش - ۲۱ دسمبر ۱۹۵۴ء ★ ۲۳۱

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی لاہور میں تشریف آوری

لاہور ۲۰ دسمبر - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آج ایک بجے دوپہر کے قریب ربوہ سے لاہور تشریف لائے - مکرم چوہدری اسد اللہ خان صاحب کی قیادت میں بہت سے مقامی احباب حضور کے استقبال کے لئے پہلے سے رتن باغ میں جمع تھے۔

صحت کے متعلق حضور نے فرمایا :-

" درد کمر سفر کی وجہ سے پھر تیز ہو گئی ہے - کل ایکسرے لیا جائے گا - اور ڈاکٹری مشورہ کیا جائیگا"

اس سے قبل حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق ربوہ سے حسب ذیل اطلاعات بذریعہ ڈاک موصول ہوئیں - ۱۷ دسمبر - " درد ابھی ہے گردے کی درد نہیں - ڈاکٹروں کا خیال ہے کمر درد ہے"

۱۸ دسمبر - " کل جمعہ میں جانے کی وجہ سے آج کمر میں درد زیادہ ہو گئی ہے"

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قیام لاہور تک کے لئے مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس کو ربوہ میں مقامی امیر مقرر فرمایا ہے۔

مسٹر حسین شہید سہروردی نے وزیر قانون کی حیثیت سے حلف اٹھا لیا

میں وزارت میں متحدہ محاذ کے نمائندے کی حیثیت سے شامل نہیں ہوا - مسٹر سہروردی کا اخبار نویسوں کو بیان

کراچی ۲۰ دسمبر - آج کراچی میں مسٹر حسین شہید سہروردی نے مرکزی وزیر کی حیثیت سے حلف اٹھایا - انہیں قانون کا محکمہ دیا گیا ہے - مسٹر حبیب ابراہیم رحمۃ اللہ کو جنہیں چند روز قبل مرکزی وزارت میں شامل کیا گیا تھا - تجارت کا محکمہ سپرد کیا گیا ہے - حلف اٹھانے کے تھوڑی دیر بعد مسٹر سہروردی نے اخباری نمائندوں سے ملاقات میں کہا کہ تمام ملک میں انتخابات کرانے میں نامناسب دیر نہیں کی جائے گی - انہوں نے کہا میرے فرائض میں آئین اور انتخابات بھی شامل ہیں - مسٹر سہروردی نے اخباری نمائندوں سے ملاقات میں کہا کہ تمام ملک میں انتخابات کرانے میں نامناسب دیر نہیں کی جائے گی - انہوں نے کہا میرے فرائض میں آئین اور انتخابات بھی شامل ہیں - مسٹر سہروردی نے بتایا کہ منظور شدہ آئین کے تحت آئندہ انتخابات کرائے جائیں گے آئین بنانے کے لئے ایک ادارہ قائم کیا جائیگا - مسٹر سہروردی سے پوچھا گیا - کہ آئندہ انتخابات کے لئے کیا میعاد مقرر کی گئی ہے - اور مشرقی بنگال میں پارلیمانی حکومت کب بحال کی جائے گی؟ مسٹر سہروردی نے جواب دیا - کہ جمہوریت ہر جگہ مضبوط اور مستحکم ہونی چاہیئے - اور یہ باتیں عجلت میں نہیں کی جا سکتیں - انہوں نے کہا میں وزارت میں متحدہ محاذ کے نمائندے کی حیثیت سے شامل نہیں ہوا - میں نے وزارت میں شرکت کی پیشکش اس وقت قبول کی - جب مجھے یہ یقین دلایا گیا - کہ مرکز میں کسی پارٹی کی حکومت نہیں ہے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ پاکستان اور ہندوستان کے تعلقات بہتر بنانا میری پالیسی ہے اور میں اس سے نہیں ہٹوں گا۔

— لاہور ۲۰ دسمبر - گورنر پنجاب اور وزیر اعلیٰ آج صبح کراچی سے لاہور پہنچ گئے ؛

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ولادت باسعادت

ربوہ ۱۹ دسمبر - مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں :- " جکارتہ سے مکرم سید شاہ محمد صاحب نے اطلاع دی ہے کہ مکرم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا ہے " نومولود سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پوتا اور حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نواسہ ہے - احباب نومولود کی درازیٔ عمر - خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بننے کی دعا فرمائیں ؛ — ادارہ الفضل اس ولادت باسعادت پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب - محترمہ بیگم صاحبہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ہدیہ مبارکباد پیش کرتا ہے۔

سندھ چیف کورٹ میں مسٹر چندریگر کے دلائل

کراچی ۲۰ دسمبر - آج سندھ چیف کورٹ میں مسٹر تمیز الدین خاں کے وکیل مسٹر چندریگر گورنر جنرل کی منظوری کے اختیارات کے متعلق اپنی بحث جاری رکھی - انہوں نے کہا دستور ساز اسمبلی کو گورنر جنرل سے بلند مرتبہ حاصل تھا مسٹر چندریگر نے کہا کہ ۱۹۳۵ء کے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ میں جو پاکستان کے لئے منظور کر لیا گیا تھا دستور ساز اسمبلی کو توڑنے کی کوئی دفعہ موجود نہیں ابھی مسٹر چندریگر کے دلائل جاری تھے کہ عدالت کا اجلاس برخاست ہو گیا ؛

— کراچی ۲۰ دسمبر - امریکی جوائنٹ چیف آف سٹاف کے صدر مسٹر ریڈفرڈ نے آج وزیر اعظم مسٹر محمد علی سے ملاقات کی بعد میں وہ وزیر دفاع اور بری افواج کے کمانڈر انچیف جنرل محمد ایوب خاں سے ملے - مسٹر ریڈفرڈ نے باڈی گارڈ کا مظاہرہ بھی دیکھا - وہ دو دن کے لئے کراچی آئے ہیں۔

— نیویارک ۲۰ دسمبر - امریکی محکمہ دفاع نے اعلان کیا ہے کہ امریکہ کے دفاعی پروگرام پر اب تک تو ارب چالیس کروڑ ڈالر خرچ آیا ہے - یہ پروگرام اکتوبر ۱۹۴۹ء میں شروع کیا گیا تھا ؛

نیپالی کانگرس کی ایجی ٹیشن دبانے کے لئے فوجیں بھیجدی گئیں

کھٹمنڈو ۲۰ دسمبر - نیپال کے دارالحکومت کھٹمنڈو سے خبر آئی ہے - کہ حکومت کی مخالف کانگرس پارٹی نے جو ایجی ٹیشن شروع کر رکھی ہے - اسے دبانے کے لئے نیپال کے مغربی ڈرنگ علاقے میں فوجیں بھیج دی گئی ہیں - اب تک اٹھائیس کانگرسی پکڑے جا چکے ہیں - اور ۱۴۸ کی گرفتاری کے وارنٹ جاری کئے جا چکے ہیں - یہ خبر بھی آئی ہے - کہ نیپال میں وزارتی بحران پیدا ہو گیا ہے - وزیر اعظم مسٹر ایم پی کوئرالا نے وزیر داخلہ مسٹر ٹنکا پرشاد سے کہا ہے کہ وہ مستعفی ہو جائیں - لیکن انہوں نے انکار کر دیا ہے ؛

جلسہ سالانہ ربوہ ۱۹۵۴ء کے لئے سپیشل ٹرینوں کا انتظام

احباب کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ سیالکوٹ سے ایک سپیشل ٹرین ۲۵ دسمبر کو صبح گیارہ بجکر پندرہ منٹ پر چلے گی - اور ربوہ پانچ بجکر ۲۵ منٹ پر پہونچے گی - اسی تاریخ کو ایک سپیشل ٹرین لاہور سے دوپہر کے ایک بجکر بتیس منٹ پر چل کر شام کے آٹھ بجکر پانچ منٹ پر ربوہ پہنچے گی - اس کے ساتھ انٹر کلاس کے ڈبے بھی ہوں گے - واپسی کے لئے ایک سپیشل ٹرین ۲۹ دسمبر کو ربوہ سے صبح سات بجکر پندرہ منٹ پر چل کر دوپہر کے دو بجکر تیس منٹ پر سیالکوٹ پہونچے گی - اسی طرح ایک سپیشل ٹرین ۲۸ دسمبر کو رات کے نو بجکر پندرہ منٹ پر چل کر لاہور صبح چار بجکر بتیس منٹ پر پہونچے گی ؛

(خاکسار :- قاسم الدین امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ)

ایڈیٹر :- روشن دین تنویر

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان ٹائمز پریس میں طبع کرا کر ۳۱ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

عہدیداران و مخلصین جماعت فوری توجہ فرمائیں

دو نہایت ضروری گذارشات

(۱) معلوم ہوتا ہے کہ جماعتیں دفتر اول سال ۱۹ء و دفتر دوم سال ۱۱ء کے وعدوں کی فہرستیں تو تیار کر رہی ہیں مگر وہ اس انتظار میں ہیں کہ فہرست سو فی صدی مکمل ہو لے تو مرکز میں بھیجیں۔ ایسی تمام جماعتوں سے پُر زور درخواست ہے کہ اس اعلان کو پڑھتے ہی ان تمام وعدوں کی فہرستیں جو انہیں حاصل ہو چکی ہوں۔ بطور قسط اوّل وکالت مال کو فوراً بھجوا دیں تاکہ وکالت مذکور جلسہ سے پہلے ان فہرستوں کو بحضور حضرت اقدس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز دُعا کی درخواست کے ساتھ پیش کر سکے۔

(۲) بعض نہایت ضروری۔ اہم۔ اور فوری اخراجات درپیش ہیں۔ عہدیداران جماعت سے تاکیداً عرض ہے کہ وہ تحریک جدید کے تمام چندوں کی جمع شدہ رقم فوری طور پر افسر امانت صدر انجمن احمدیہ کے نام ارسال کر کے مشکور فرمائیں۔ اور توقف نہ کریں کہ اور رقم جمع ہو جائے۔ تو پوری ہی بھیجیں۔ تمام مخلصین سے درخواست ہے کہ وہ اخراجات ضروریہ پورا کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ رقوم اپنے سیکرٹری صاحب مال کے پاس جمع کروائیں تاکہ وہ اس اعلان کے جواب میں جو رقوم بھیجیں گے۔ اُن میں ان کی رقوم شامل ہو جائیں۔ اور ضرورت سلسلہ میں بروقت کام آ کر ان کے لئے دوہرے ثواب کا موجب ہوں۔

یہ ہر دو امور نہایت ضروری ہیں

(وکیل المال ثانی)

ولادت

۲؍دسمبر ۱۹۵۲ء کی درمیانی شب کو مکرم قریشی محمد صدیق صاحب سیکرٹری تعلیم و تربیت جماعت احمدیہ کلاسوالہ ضلع سیالکوٹ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ احباب سے درازی عمر، خادم اسلام و احمدیت بننے کی درخواست دعا ہے۔ (سید اعجاز احمد شاہ انسپکٹر بیت المال سلسلہ عالیہ احمدیہ حلقہ صوبہ سرحد)

درخواست ہائے دُعا

(۱) میری والدہ محترمہ کئی دنوں سے بعارضہ درد سینہ و بخار بیمار ہیں۔ دوست دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ بہت جلد شفا دے اور بیماری بڑھتی ہوئی پریشانی دور فرمائے۔ آمین (محمد انور خان انکم ٹیکس ڈیپارٹمنٹ لاہور)

(۲) فدوی کی بیوی عرصہ دراز سے بیمار چلی آ رہی ہے۔ دُعا فرماویں کہ خداوند کریم و رحیم اپنے خاص فضل سے مریضہ کو کامل صحت عطا فرماوے آمین۔ نیز فدوی کا کاروبار بہت گر گیا ہے۔ دعا فرماویں کہ خدا تعالیٰ برکت نازل کرے۔ آمین۔ (از رحمت اللہ۔ جھنگ بازار گھمیانہ ضلع جھنگ)

(۳) میری ہمشیرہ ڈیڑھ ماہ سے بیمار ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ (رشید احمد نور از ربوہ)

ایک دلچسپ تصنیف — "بانیٔ سلسلہ احمدیہ اور انگریز"

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے

مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم اے کی دلچسپ تصنیف "بانیٔ سلسلہ احمدیہ اور انگریز" میری نظر سے گذری ہے۔ مجھے اس رسالہ کے مطالعہ سے بے حد خوشی ہوئی۔ کیونکہ یہ رسالہ وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کرنے والا ہے۔ اور خدا کے فضل سے بہت اچھے انداز میں لکھا گیا ہے۔ برعظیم ہندو پاکستان میں انگریز کی حکومت کے خاتمہ پر بعض لوگ جنہیں حقیقتاً ابنائے وقت کہا جا سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ احمدیہ پر یہ اعتراض کرنے لگ گئے ہیں کہ آپ نے نعوذ باللہ حکومت برطانیہ کی خوشامد کا طریق اختیار کیا۔ اور آپ کی جماعت نے اس کی سنگینوں کے سایہ میں پرورش پائی۔ اور اس اعتراض کو اس کثرت کے ساتھ اور اس دھوکہ دہی کے رنگ میں دہرایا جاتا ہے کہ بعض اچھے بھلے سمجھدار لوگ بھی اس کا شکار ہو جاتے ہیں۔ مکرم درد صاحب کو خدا جزائے خیر دے کہ انہوں نے اس اعتراض کا پول کھول کر اور اس کا ایک دندان شکن جواب دے کر وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔ بلکہ حق یہ ہے کہ اس رسالہ کے ذریعہ ملک میں ذہنی طمانیت اور باہم اعتماد اور اتحاد کا دروازہ کھولا گیا ہے

دراصل یہ اعتراض دو باتوں کے نظر انداز کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ ایک بات تو یہ ہے کہ جن پس منظر اور پیش آمدہ حالات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وہ تحریرات لکھیں۔ جن کی بناء پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے۔ اسے اعتراض کرنے والے لوگ نظر انداز کر کے اور ان تحریرات کو ان کے پس منظر سے کاٹ کر پیش کرتے ہیں۔ اور یہ وہی دھوکے کا طریق ہے۔ جسے اسلام کے خلاف مسیحی اور آریہ سماجی استعمال کر رہے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اعتراض کرنے والے لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان کلمات کو تو دیکھتے ہیں۔ جو حضور نے انگریز کے قیام امن اور آزادیٔ ضمیر کے پیش نظر سیاسی رنگ میں تحریر فرمائے ہیں۔ مگر ان زبردست تحریرات کو بھول جاتے ہیں۔ جو آپ نے مذہبی رنگ میں انگریز کے باطل خیالات کو کچلنے اور ان کے دجل اور بطلان کا کھنڈن کرنے کے لئے سپرد قلم کی ہیں۔

میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر ان دو اصولی باتوں کو مدنظر رکھ کر حضرت مسیح موعود کے تحریرات کا جائزہ لیا جائے تو نہ صرف ان میں کوئی بات قطعاً قابلِ اعتراض نظر نہیں آتی۔ بلکہ یہ ایک عظیم الشان خدمت ثابت ہوتی ہے۔ جو آپ نے پیش آمدہ حالات میں اسلام اور مسلمانوں کی انجام دی

مجھے امید ہے۔ کہ اس دلچسپ اور علمی رسالہ کا دوسرا ایڈیشن موجودہ ایڈیشن سے بھی بہتر اور زیادہ مکمل صورت میں شائع ہو گا۔ بلکہ میری رائے میں اسے اردو کے علاوہ مناسب نظر ثانی کے بعد انگریزی اور عربی اور بنگالی میں بھی ترجمہ کرا کے شائع کرنا چاہیئے۔

(خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ ۱۲/۱۲/۵۲ء)

جلسہ سالانہ کے موقع پر یونائیٹڈ بس سروس کے انتظامات

ہمیں اعتراف ہے کہ بسوں کی نایابی اور کمی کے باعث گذشتہ جلسوں کے موقعہ پر ہم احباب کی ضروریات کما حقہ پوری نہیں کر سکے۔ لیکن امسال یونائیٹڈ ٹرانسپورٹس سرگودہا کے دونوں گروپوں نے لکھوکھا روپے سرمایہ لگا کر چونکہ کافی تعداد میں نئی ڈیزل اور پٹرول بسوں کا اضافہ کیا ہے۔ اسلئے ہمیں یقین ہے کہ انشاء اللہ ہم اپنے کرمفرماؤں کی تمام ضروریات پوری کر سکیں گے۔

اس سلسلہ میں ہم احباب کی اطلاع اور سہولت کے واسطے یہ اعلان کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ربوہ کے سالانہ جلسہ کے دوران میں بھی ہماری سروس تمام مقررہ اوقات پر بدستور سابق جاری رہے گی۔ اس کے علاوہ ۲۵ دسمبر سے لے کر ۳۰ دسمبر تک ہمارے دونوں گروپوں کی کافی زائد تعداد سپیشل بس ہائے ۲۹-۳۰-۳۲ سیٹ فل اور متفرق بکنگ کے واسطے لاہور اور ربوہ میں مخصوص ہو گی۔ گوجرانوالہ سے ربوہ و واپسی کے واسطے بھی یہ سہولت میسر آ سکے گی۔ پھر رعایت یہ ہو گی کہ پورا مقررہ کرایہ ہی لیا جائے گا۔ کوئی زائد مطالبہ نہ ہو گا۔ بہتر یہ ہے کہ لاہور سے عازم ربوہ ہونے کے لئے فل بکنگ کے خواہشمند ۲۳ دسمبر سے قبل منیجر لاہور فون نمبر ۴۹۴۴ کو مطلع فرما کر بسیں ریزرو کرا لیں۔ اور بعد جلسہ ربوہ سے واپسی کے واسطے جلسہ گاہ کے قریب ہمارے دفتر کو قبل از وقت فل بکنگ کی اطلاع دے دیں۔

(خاکسار ذکاء الرحمٰن پراچہ جنرل منیجر دی یونائیٹڈ ٹرانسپورٹ فون نمبر ۶۳ سرگودہا)

روزنامہ الفضل لاہور
۲۱ فتح ۱۳۳۳ہش

سیاست اور علمائے حق

جماعت اسلامی کے ترجمان روزنامہ تسنیم نے اپنے ایک حالیہ طویل اداریہ میں اس بات کا اظہار کیا ہے کہ اسلامی جماعت تشدّد کی قائل نہیں بلکہ وہ آئینی طریقوں کی قائل ہے۔ چنانچہ لکھا ہے

"پاکستان کی تحریک اسلامی کے متعلق ہم دوٹوک الفاظ میں یہ کہہ دینا چاہتے ہیں کہ وہ کسی غیر آئینی طریق کار کی قائل نہیں اور نہ ان طریقوں کو کسی لحاظ سے مفید اور بار آور سمجھتی ہے۔" (تسنیم ۱۹ دسمبر ۱۹۵۴ء)

ہمیں تسنیم کا یہ اعلان پڑھ کر دلی مسرت ہوئی ہے۔ اگر واقعی جماعت اسلامی آئین پسندی کی قائل ہے تو ملک و قوم کی بہبودی کے لئے اس سے بہتر کوئی بات نہیں۔ اور جہاں تک اسلامی اصول کا تعلق ہے۔ ان کے نزدیک بھی یہی روش اسلامی ہے۔ اسلام ہی نے دراصل دنیا کو سب سے پہلے آئین پسندی کا سبق نہایت واضح الفاظ میں دیا ہے۔ اور جیسا کہ ہم مولانا ابوالکلام کی تصنیف "مسئلہ خلافت" کے حوالوں سے بھی الفضل میں بارہا واضح کر چکے ہیں۔ اسلام میں قائم شدہ حکومت کے خلاف بغاوت یعنی غیر آئینی طریقوں سے خروج جائز نہیں ہے۔

مولانا ابوالکلام نے قرآن و حدیث اور صحابہ کرام رض کے طریق کار سے اس امر کو اچھی طرح واضح فرمایا ہے کہ ایک مسلمان حکمران کی موجودگی میں اسلام کے نام پر اس کے خلاف کھڑا ہونا جائز نہیں ہے۔ خواہ وہ حکمران اسلامی تعلیمات پر پورا نہ اترتا ہو۔ کیونکہ اس طرح فتنہ و فساد کا باب کھل جاتا ہے۔ اور ملک میں طوائف الملوکی پھیل جاتی ہے۔ اور کوئی شخص بھی اسلام کے نام پر ایک گروہ اپنے گرد جمع کر کے خروج کر سکتا ہے۔ جس سے ملک میں سخت بدامنی پھیل سکتی ہے۔

اسلام کی تعلیم تو اس کے متعلق صاف ہے مگر افسوس ہے کہ نو مسلم یہودی عبداللہ بن سبا جو دل میں اسلام کا سخت دشمن تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خلاف سازش کر کے بعض مسلمانوں کو جنہیں آپ کے خلاف بعض شکایات تھیں بغاوت پر اکسانے میں کامیاب ہو گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ کا یہ نیک بندہ اپنوں ہی کے ہاتھوں نہایت بے رحمی سے شہید کر دیا گیا

اگر ہم غور کریں تو اس ایک واقعہ سے اسلامی اصول کی حقانیت واضح ہو جاتی ہے۔ قائم شدہ حکومت کے خلاف غیر آئینی اور باغیانہ خروج کا ہی نتیجہ ہے کہ اسلام کا ایک عظیم الشان فرزند سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک جاں نثار ساتھی جس نے اپنی زندگی میں اسلام کے لئے کسی قربانی سے گریز نہ کیا تھا۔ جس نے اپنی تمام زندگی اسی پودے کی آبیاری میں صرف کر دی۔ ایسا شہید ملکہ راشد ثانی محض اسلامی اصول کی خلاف ورزی کا شکار ہو گیا۔ کتنا رنجیدہ سانحہ ہے۔

عبداللہ بن سبا نے جو شیطنت کی ایک بار آگ لگا دی۔ اس کا اثر صدیوں تک اسلامی دنیا پر چلا گیا۔ اس فتنہ نے وہ آگ لگائی کہ سچی بات تو یہ ہے کہ پھر مسلمانوں میں وہ یگانگت اور وہ اتحاد پیدا ہی نہ ہو سکا۔ جو اس سے پہلے ان میں پیدا ہو چکا تھا۔

مسلمانوں میں اسی بناء پر ایسے اختلافات پیدا ہو گئے اور اسلام نے جو ان میں اتحاد و باہمی اخوت کے جذبات پیدا کر دئے تھے وہ پھیکے پڑ گئے۔ جبل متین کے بندھن ٹوٹ گئے۔ قبائلی عصبیتیں از سر نو ابھر آئیں یہاں تک کہ خود خلافت راشدہ ہی شہید ہو گئی

عبداللہ ابن سبا نے ایسی شیطانی انگلی لگائی کہ اسلام میں خانہ جنگی کا باب کھل گیا۔ اور حق یہ ہے کہ اگر سیاست سے اسلام کو علمائے حق الگ نہ کر لیتے تو شاید آج دنیا میں مسلمانوں کا نام و نشان بھی موجود نہ ہوتا۔ اگر دین کو اس وقت سیاست سے جدا نہ کر لیا جاتا۔ تو نہ اسلام میں امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ پیدا ہوتے نہ امام مالک علیہ علیہ الرحمۃ نہ امام احمد حنبل علیہ الرحمۃ اور نہ امام شافعی علیہ الرحمۃ کا نام سننے میں آتا۔

ان جید اور عظیم الشان علمائے اسلام کا سیاست سے الگ ہو جانا اسلام کے لئے نہایت بابرکت ثابت ثابت ہوا۔ ان پاک لوگوں نے حکمرانوں کے ظلم و ستم اور سفاکیاں برداشت کیں۔ مگر سیاست میں دخل اندازی سے اتنی پرہیز کی کہ قضا تک کے عہدے قبول کرنے سے بھی انکار کر دیا۔ بے شک انہوں نے جابر سے جابر بادشاہ کے منہ پر بھی کلمہ حق کہنے سے کبھی گریز نہ کیا۔ کوڑے کھائے۔ جیلوں میں ڈالے گئے۔ طرح طرح کے جور و ستم سہے۔ مگر انہوں نے الگ کوئی سیاسی پارٹی اسلام کے نام پر کھڑی نہ کی۔ انہوں نے اسکو فتنہ و فساد سے تعبیر کیا اور اسلامی اصول کی روح پر عمل کیا۔ اگر یہ لوگ بھی سیاسی کھیل میں پڑ جاتے تو آج ہم تک علوم اسلامی کا عظیم الشان ذخیرہ نہ پہنچتا۔ کیونکہ ان کی زندگیاں کسی میدان جنگ میں قبل از وقت ختم ہو جاتیں اور وہ وہ عظیم الشان کام سرانجام نہ کر پاتے۔ جو انہوں نے علمی میدان میں کر کے دنیا کو ہمیشہ تک کے لئے زیر بار احسان کر دیا ہے۔ اور جس کا کوئی بدل نہیں ہو سکتا تھا۔

اس کی نظیر خود حضرت علی جیسے شجاع اور اسلامی علوم کے جید عالم نے پیش کی۔ جن کی پیروی ائمہ اہل بیت رحمۃ اللہ علیہم نے بھی کی۔ اور باوجودیکہ وہ خلافت کو اپنا حق سمجھتے تھے۔ اور دیکھا جائے تو دینی لحاظ سے وہ نہایت ممتاز تھے۔ مگر انہوں نے کبھی باغیانہ سرگرمیاں نہ دکھائیں۔ حالانکہ بنی امیہ اور بنی عباس ان کے حریف مدتوں تک خلافت کرتے رہے۔ مگر وہ دین کے ہی بادشاہ بنے رہے۔ چنانچہ مولانا ابوالکلام نے "مسئلہ خلافت" میں اس کی کافی وضاحت کی ہے۔ فرماتے ہیں

اسی طرح تمام ائمہ اہل بیت کا زمانہ خلفاء بنو امیہ و عباسیہ کے عہد میں گذرا۔ یہ معلوم ہے کہ وہ خلافت کا مستحق صرف اپنے ہی کو یقین کرتے تھے نہ کہ بنو امیہ و عباسیہ کو۔ بایں ہمہ کسی نے بھی ان کے خلاف خروج نہ کیا۔ اور نہ اطاعت سے انکار کیا۔ سب اسی پر متفق ہوئے کہ حکومت ان کی قائم ہو چکی ہے۔ اسلئے سلطان وقت وہی ہیں

. . . . سب سے زیادہ قاطع اور فیصلہ کن اُسوۂ حسنہ اس بارے میں خود حضرت علی علیہ السلام کا ہے حضرات امامیہ ان کی خلافت کو منصوص تسلیم کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ان کی موجودگی میں اور کوئی جائز خلیفہ نہیں ہو سکتا تھا۔ بایں ہمہ ظاہر ہے کہ یکے بعد دیگرے تین خلیفہ ہوئے، اور حضرت علی رض نے نہ تو خروج کیا، نہ بیعت سے انکار کیا، نہ علیحدگی اختیار کی، متصل بیس برس تک ان کا یہی طرزِ عمل قائم رہا۔ اس سے بڑھ کر قاطع و فاصل دلیل اس بات کے لئے اور کیا ہو سکتی ہے کہ جب امت ایک سلطان پر مجتمع ہو جائے۔ تو پھر کسی طرح بھی اس کی مخالفت جائز نہیں۔ اور اس کی اطاعت کرنا ہر فرد پر واجب ہے؟ جب ایک خلیفۂ امام منصوص من اللہ کے لئے انکار جائز نہ تھا۔ تو عامۂ امت کے لئے کب جائز ہو سکتا ہے؟ غرضیکہ اس بارے میں اہل سنت و امامیہ دونوں متفق ہیں۔ (مسئلہ خلافت صفحہ ۱۲)

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد دین کا چراغ ہاتھوں میں لئے ساری دنیا میں پھیل گئی۔ اور ان میں نہ صرف بارہ ائمہ ہی پیدا ہوئے بلکہ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، سید علی ہجویری رحمۃ اللہ جیسے عظیم الشان انسان بھی پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے وطنوں سے نکلکر کفرستانوں میں اسلام کے ایسے جھنڈے گاڑے ہیں کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔

سوال یہ ہے کہ کیا حضرت علی اسلام کے نام پر حضرت صدیق رض حضرت عمر رض حضرت عثمان رض کے دور خلافت میں سیاسی پارٹی نہیں بنا سکتے تھے اور ان خلفاء کے خلاف خروج نہیں کر سکتے تھے۔ پھر ائمہ اہل بیت بنی امیہ اور بنی عباس کے خلاف اسلام کے نام پر پارٹیاں نہیں کھڑی کر سکتے تھے۔ مگر ان میں سے کسی نے ایسا نہ کیا۔ اور ان کے علاوہ بھی تمام علمائے حق سیاسی طوفانوں سے اسلام کا دامن بچاتے چلے آئے۔

سوال یہ ہے کہ کیا حضرت علی رض ائمہ اہل بیت اور دوسرے علمائے حق جنہوں نے مسلمانوں کا دامن جاودانی علوم سے بھر دیا ہے کیا وہ اسلام کو نہیں سمجھتے تھے۔ کیا امام ابوحنیفہ رح امام احمد بن حنبل رح امام مالک رح امام شافعی اور سید عبدالقادر جیلانی اور دوسرے مجددین اور علمائے صالحین اسلام کو نہیں سمجھتے تھے؟ اور آج ہم ہی پہلی دفعہ سمجھنے لگے ہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ ان سے زیادہ اسلام کو کون سمجھتا تھا۔ مگر انہوں نے نہ سیاسی پارٹیاں اسلام کے نام پر برپا کیں اور نہ سیاسی اقتدار حاصل کر کے اسلام کو بزور رائج کرنے کی کوششیں کیں۔ بلکہ انہوں نے بادشاہوں سے لے کر گداؤں تک اور محلات فلک بوس سے لے کر گھاس کی ٹوٹی پھوٹی زمین دوز کٹیاؤں تک اسلام کی خوشبوئیں پھیلا دیں اور اسلام میں نہ صرف گدڑی پوش ہی بلکہ قبا پوش ایسے ایسے عظیم الشان انسان پیدا ہوئے کہ کوئی دین کی تاریخ ان کا جواب پیش نہیں کر سکتی۔

آج بیشک مسلمانوں پر نکبت کا دور دورہ چھایا ہوا ہے۔ مگر اسلام نے تمام دنیا کو فتح کرنا ہے اور ضرور کرنا ہے۔ آسمان اور زمین ٹل سکتے ہیں۔ مگر اسلام کی فتح نہیں ٹل سکتی خواہ کتنے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم اور ان سے بھی بڑے ہلاکت کے سامانوں سے مسلح ہو کر اس فتح کو روکنے کی کوشش کریں۔ وہ ضرور آخر میں ناکام رہیں گے۔ مگر یہ فتح ان کی قسمت میں لکھی ہے۔ جو ان درویشوں کی طرح گھروں سے نکل کر قرآن ہاتھوں میں لے کر دنیا کے طول و عرض میں پھیل جائیں گے۔

مادہ پرست دنیا نے خود ہی اسلام کے راستے کھول دئے ہیں۔ تبلیغ و اشاعت دین کے ذرائع وسیع تر کر دئے ہیں اگر ہم نے ہمارے علمائے دین نے ان سے فائدہ نہ اٹھایا اور اسلام کی تبلیغ کے لئے نہ نکل کھڑے ہوئے تو قیامت کے دن آگ

(باقی صفحہ پر)

یا مسیح الخلق عدوانا ۔ ترکستان کی پکار

(از مکرم فارانی صاحب)

ہمیں یقین ہے۔ کہ ہمارے زندہ خدا۔ زندہ نبیؐ۔ زندہ کتاب اور ہر زمانہ میں تازہ بتازہ پھل لانے والے دین اسلام کے مقابل پر روس کا بے خدا فلسفہ کبھی ٹھیر نہیں سکے گا۔ اور مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ایک بار پھر فرغانہ۔ خیوا۔ سمرقند اور بخارا کی ترک اقوام اسلام کی شان دنیا میں ظاہر کریں گی۔ انشاء اللہ العزیز

اسلامی تہذیب وتمدن کا گہوارہ

اللہ تعالیٰ کے عجیب تصرفات ہوا کرتے ہیں۔ ہلاکو خان نے عباسیہ خاندان کے زوال کے وقت اسے آخری ضرب لگا کر بالکل ختم کر دیا۔ لیکن تھوڑا ہی عرصہ بعد اسی کی اولاد اور قوم اسی تمدن و معاشرہ کا شکار ہو گئی۔ جس کے تباہ وبرباد کرنے کے لئے وہ اٹھا تھا۔ اور اس وقت سے اب تک صدیوں یہی قوم مشرق ومغرب میں پھیل کر اسلام کی علمبردار بنی رہی۔ اور اس کا اصل وطن ترکستان فرغانہ۔ خیوا۔ بخارا۔ سمرقند وغیرہ اسلامی تہذیب وتمدن کا دمشق۔ بغداد اور قرطبہ کی طرح گہوارہ بنا رہا۔

دورِ انحطاط

لیکن تقریباً دو صدیوں سے ترکستان کے وہ علاقے جو صدیوں اسلامی دنیا کے بہترین دماغ مذہبی۔ علمی اور سیاسی لیڈر پیدا کرتے رہے۔ انتہائی تعصب اور کٹر پن کا مرکز بن کر رہ گئے۔ بیرونی دنیا سے ان کا تعلق تقریباً منقطع ہو گیا۔ زمانہ حاضرہ کے علوم وفنون میں حصہ لینا غیر اسلامی اور کفر سمجھا جاتا۔ غیر مسلم تو الگ رہے۔ اسلامی ممالک سے بھی بہت کم رابطہ رہ گیا تھا۔ کسی غیر مسلم یورپین کا ملک میں داخلہ اس کی فضا ناپاک اور پلید کرنے کے مترادف تھا۔ اگر کوئی ایسا آدمی جو ڈٹ کر کسی علاقہ میں داخل ہو جاتا۔ تو اس کا بچ کر آنا مشکل ہوتا۔ شیعہ سنی اختلاف کے باعث ایران سے تعلقات خوشگوار نہ تھے۔ اور ان ممالک کے لوگ حج کرنے کے لئے کسی قریب ترین راستہ سے جانے کی بجائے ہندوستان سے ہو کر جایا کرتے۔ چند تاجر پامیر وغیرہ کے دشوار گذار دروں میں سے موسم گرما میں گزر کر سری نگر۔ راولپنڈی۔ امرتسر وغیرہ پہنچا کرتے۔ ہمارے بعض عزیز جو براستہ کابل ان ملکوں میں تجارت کے لئے جایا کرتے۔ قصے کہانی کی طرح وہاں کے حالات سنایا کرتے۔

روس کے مظالم

بیرونی دنیا سے اس علیحدگی اور انقطاع کا لازمی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ترک قوم کے وہ لوگ جو اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح ترکِ وطن کر کے اکنافِ عالم میں نہیں پھیلے تھے۔ کھڑے پانی کی طرح سڑنا شروع ہو گئے۔ اور دنیا کی موجودہ ترقی سے بالکل بیگانہ رہے۔ یورپین اقوام نے دور دراز ملکوں میں پھیلنا اور اپنی نوآبادیاں قائم کرنا شروع کر دیں۔ روس نے جس کے لئے اپنے جغرافیائی حالات کے پیش نظر اس لوٹ کھسوٹ میں حصہ لینے کی یا تو ضرورت ہی نہیں تھی۔ یا موقعہ ہی کم ملا تھا۔ اپنے ملحقہ ایشیائی ممالک پر جن میں سے ترکستان سب سے زیادہ آسان اور تر نوالہ تھا۔ ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ یہ علاقے پسماندہ تو تھے ہی لیکن باہمی پھوٹ نے انہیں اور زیادہ کمزور کر دیا تھا۔ یہ لوگ نہایت دلیر۔ بہادر اور آزادی پسند ہیں۔ کافی عرصہ انہوں نے روس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ لیکن جدید طرز جنگ اور نئے نئے ہتھیاروں کا مقابلہ ان کے بس کا نہ تھا۔ آخر یہ آزاد اور بہادر قوم غیروں کی زنجیروں میں جکڑی گئی۔

تاشقند ۱۸۶۵ء میں۔ سمرقند ۱۸۶۸ء اور خیوا ۱۸۷۳ء میں روس نے بڑے بڑے مظالم کر کے فتح کر لئے۔ یورپین روسی ان کے زرخیز علاقوں میں آباد ہونا شروع ہو گئے۔ ریشم اور روئی کے لئے ترکستان دنیا کے بہترین علاقوں میں شمار ہوتا ہے۔ اس کی خام پیداوار روس بہت بڑی مقدار میں حاصل کرنے لگا۔ چونکہ یہ ملک بیرونی دنیا سے منقطع ہو چکا تھا۔ زارِ روس نے اپنی سیاسی اغراض کے لئے یہ پردہ اور مضبوط کر دیا۔ تا بلا مداخلت دیگر اقوام یورپ وہ اپنی من مانی کارروائی کر سکے۔ یہ پردہ اتنا سخت کر دیا گیا۔ کہ کوئی غیر روسی یورپین اس علاقہ میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ لوگ جو زمانہ قبل تاریخ سے آزاد چلے آتے تھے۔ غلامی کی زنجیریں کیسے برداشت کر سکتے تھے۔ بہت سی بغاوتیں ہوئیں۔ مگر ظالمانہ طریق سے دبا دی گئیں۔ اور بیرونی دنیا کو خبر تک نہ ہونے دی گئی۔ غلامی کی زنجیریں مضبوط تر اور روسیوں کی آبادکاری تیز تر ہوتی چلی گئی۔

۱۹۱۷ء میں زارِ روس کی تباہی اور انقلاب کے وقت تھوڑے عرصہ کے لئے یہ پردہ اٹھایا گیا۔ لیکن پھر اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ڈال دیا گیا۔

انقلابی حکومت کا اعلان

انقلابی حکومت کا ۱۵ر نومبر ۱۹۱۷ء کا مشہور عالم اعلان جس پر لینن اور سٹالن کے دستخط ثبت تھے یہ تھا۔

"مجلس نمائندگانِ عوام نے اقوام سے متعلق اپنے طریقِ کار کی بنیاد حسب ذیل اصول پر قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

(۱) روسی اقوام میں مساوات اور ان کی اپنی حکومت۔

(۲) روسی اقوام کا حق خود اختیاری جس میں خود مختار ریاستوں سے علیحدگی اختیار کرنے کا حق بھی شامل ہوگا۔

اس اعلان کے معاً بعد ایک منشور جس میں "روس اور مشرق کے تمام محنت کش مسلمان" خاص طور پر مخاطب کئے گئے۔ جاری کیا گیا۔

"اے روس کے مسلمانو۔ اے والگا کے تاتاریو! اے وہ سب لوگو جن کی مساجد اور عبادت گاہیں زارِ روس اور جابروں کے ہاتھوں تباہ ہوئیں۔ جن کا دین اور رسوم مذہبی بے حرمت کئے گئے۔ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ آج سے تمہارا مذہب اور رسوم تمہارے ملی اور قومی ادارے آزاد ہوں گے۔ اور ان میں مداخلت نہیں کی جائیگی۔ تم اپنی قومی زندگی بلا روک ٹوک تعمیر کرو۔ یہ تمہارا حق ہے۔"

لیکن اس خوشکن اعلان کے صرف دو ماہ بعد ترکستان کی باشکرد حکومت قومی اور رجعت پسند قرار دے کر اس پر بالشویکوں نے حملہ کر دیا۔ تمام قومی لیڈر گرفتار کر لئے گئے۔ ماسکو کے زیر اقتدار نام نہاد انقلابی جمہوریہ باشکیر یہ کے نام سے قائم کر دی گئی۔

بخارا پر دھاوا

۱۹۲۱ء میں بخارا پر دھاوا بول دیا گیا۔ اور وہاں کا فرمانروا امیر عالم افغانستان بھاگ کر پناہ لینے پر مجبور ہوا۔ بخارا کا کتب خانہ جس میں نایاب اور بے نظیر قلمی کتب کا بہت بڑا مجموعہ تھا۔ نذر آتش کر دیا گیا۔

روسیوں نے جو پردہ ان پر اور دوسرے اپنے محروسہ ومقبوضہ ممالک پر ڈال رکھا ہے۔ اس کی تاریخ دنیا میں کوئی مثال سختی اور وسعت کے لحاظ سے نہیں ملتی۔ یہ آہنی پردہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس پردہ کے پیچھے ان اقوام کا کیا حشر ہو رہا ہے۔ یہ معلوم کرنا بہت مشکل ہے۔ لیکن روسی اخبار مردم شماری۔ صنعتی اور زرعی ترقی کی رپورٹوں آئے دن کے پرجز (Purges) یعنی مخالف وناپسندیدہ عناصر کا صفایا) کی اطلاعیں۔ مظالم سے تنگ آکر دوسرے ملکوں کی جانب بھاگ جانے والوں کے انکشاف سے وہاں کے حالات کا پتہ چلتا ہے۔

آزادی اور مساوات کے سبز باغ

ابتداء میں آزادی ومساوات کے سبز باغ دکھا کر ترکستانیوں سے کئے ہوئے عہد وپیمان جس طرح فوراً بعد میں بالشویکوں نے ٹھکرا دیئے۔ وہ ان کی صحیح ذہنیت اور مزدور وکسان سے ان کی خیر خواہی اور ہمدردی کے بلند بانگ دعووں کے آئینہ دار ہیں۔ پروفیسر توغن جس نے ترکستان سے بھاگ کر ترکی میں پناہ لی اور استنبول یونیورسٹی میں غالباً اب بھی تاریخ کا پروفیسر ہے۔ اپنی بلند پایہ تصنیف "تاریخ ترکستان" میں اپنی ۱۹۲۰ء کی ایک یادداشت میں لکھتا ہے۔ "میں نے ابھی ابھی ماسکو ریڈیو سننے کے لئے اپنا سٹ چلایا۔ تو پہلا ہی فقرہ جو میرے کان میں پڑا یہ تھا۔ وفاداری ہمارے زمانہ میں ایک احمقانہ صفت ہے۔" پھر لکھتا ہے:۔ "آج سے اکیس سال قبل جب ایک متنازعہ فیہ مسئلہ سے متعلق ہمارے اور ماسکو کے درمیان بحث چھڑی ہوئی تھی۔ میں دونوں حکومتوں روس اور باشکریہ کے مابین معاہدہ کی ایک شق کی نسبت معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ میں لینن کے پاس پہنچا۔ لیکن اس نے بغیر کسی ایچ پیچ کے کہا۔ معاہدہ تو محض کاغذ کا پرزہ تھا۔ جب میں نے کہا کہ ہم تو اپنے ملک میں اپنے آباؤ اجداد کی روایات کے مطابق عہد کی پابندی کرنے کے عادی ہیں۔ تو اس نے "جھٹ" ہی جواب دیا تب تو تمہارے آباؤ اجداد احمق تھے۔ میں تو تمہیں انقلابی سمجھے ہوئے تھا۔ اصل واقعات پر غور کرو۔ نہ کہ کاغذ کے ایک پرزہ پر۔"

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے۔ زار کے زمانہ سے ہی روسی یورپین ترکستان کے زرخیز علاقوں کے شہروں اور زمینوں پر آباد ہونا شروع ہو گئے تھے۔ اشتراکی اقتدار ہوتے ہی یہ مہم آبادکاری تیز تر کر دی گئی۔ ریشم۔ روئی۔ خوراک تیل اور معدنیات کی پیداوار بہت بڑھ گئی اور بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ بظاہر یہ ملک کی ترقی کے آثار ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس کے اصل باشندے جو اس کے مالک ہیں۔ جس امر کا اعتراف ابتداء میں ہی اشتراکیوں نے اپنے بلند بانگ دعووں اور اعلانوں میں کھلے کھلے الفاظ میں کیا تھا۔ کہاں تک فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اشتراکی خود اور ان کے ہمنوا اور مداح ان ممالک میں زندگی کے مختلف شعبوں میں ترقی ہونے کی نسبت تعریف کے پل باندھ دیتے ہیں۔ اور مدح سرائی کرتے نہیں تھکتے۔ گو سننے والے اکتا جائیں۔ یہ ترقی ہمیں واقعات کی روشنی میں دیکھنی چاہیئے۔

اشتراکی پراپیگنڈا کا طریق

اشتراکی پراپیگنڈا کا طریق محروسہ ومقبوضہ ممالک اور اقوام کی ترقی اور رفاہِ عام کے اداروں کے قیام کی نسبت بالعموم یہ ہے۔ کہ اپنے زمانہ اقتدار سے پہلے کے اعداد وشمار بتائے بغیر یا اپنے قائم کردہ اداروں کی تعداد ظاہر کئے بغیر یہ شائع کیا جاتا ہے۔ کہ ہم نے زارِ روس کے زمانہ سے چار سو فی صدی یا ہزار فی صدی یعنی چار گنا یا دس گنا زیادہ ہسپتال سکول کالج وغیرہ جاری کئے ہیں۔

حالانکہ اگر پہلے اعداد شمار دیے جائیں۔ تو ہمیں ایسے ادارے بالکل ہی موجود نہ تھے۔ اور کہیں ایک آدھ تھا۔ گویا جہاں ایک تھا۔ وہاں چار یا دس کر دیئے گئے اور جہاں ایک بھی نہ تھا۔ وہاں حساب لگا کر جتنی فی صدی آپ چاہیں بتا سکتے ہیں۔ خواہ ایک لاکھ فی صدی یا اس سے بھی زیادہ ہاں یورپی یا سفید روسی کی ہر شعبہ زندگی میں ترقی تسلیم ہے۔ اگر اشتراکیوں نے اپنی محکوم اقوام کی نسبت اس سلسلہ میں کوئی تیر مارا ہے۔ تو غیر اشتراکی مغربی حکومتوں نے بھی اپنے زیر اقتدار ملکوں اور قوموں کے لئے ان سے کچھ زیادہ ہی کیا ہے۔

روس نے دیگر یورپی ملکوں سے اپنی ان نوآبادیات میں زیادہ سخت اور ظالمانہ پالیسی اختیار کر رکھی ہے۔ ۱۹۲۹ء اور ۱۹۳۹ء اور ۱۹۵۰ء کی مردم شماری کی رپورٹیں ظاہر کرتی ہیں۔ کہ سوویٹ روس کی مجموعی آبادی پندرہ فی صدی بڑھ گئی ہے۔ لیکن ترکستانی اقوام خاص کر قزق قوم سارے ملک میں کئی فی صدی کم ہو گئی ہے۔ ترکستانی جمہوریتوں میں جہاں اشتراکی اقتدار سے قبل یورپین روسیوں کی آبادی چند فی صدی تھی۔ اب بڑھتے بڑھتے تقریباً نصف ہو گئی ہے۔ اور یہی رفتار رہی تو اغلب ہے۔ کہ ۱۹۶۰ء کی مردم شماری میں ان کی بہت بڑی اکثریت ہو جائیگی۔

صنعتی۔ زرعی اداروں۔ کانوں اور کارخانوں کی کلیدی آسامیاں روسیوں کے ہاتھ میں ہیں اور محنت کشوں۔ مزدوروں اور کسانوں کی اکثریت اصلی باشندوں پر مشتمل ہے۔ آزاد قبائل جو پہاڑوں پر یا ان کے دامن میں لکھو کھہا مال مویشی لے کر خانہ بدوشی کی زندگی چراگاہوں کی تلاش میں حسب موسم بسر کیا کرتے تھے۔ اور ملک کی بہت بڑی دولت اون دودھ۔ گھی۔ گوشت۔ چمڑا وغیرہ پیدا کرتے تھے۔ آبائی پیشہ کو خیرباد کہہ کر کھیتوں۔ کانوں اور کارخانوں میں کام کرنے پر مجبور کئے گئے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مال مویشی جن کی دیکھ بھال اور سنبھالنے کے یہ لوگ ماہر تھے، تباہ و برباد ہونے چلے گئے۔ اور باوجود بڑی کوشش کے حکومت اب تک مویشیوں کی وہ تعداد قائم نہیں رکھ سکی۔ جو ان کی انقلاب سے پہلے ان علاقوں میں تھی۔ آئے دن ان علاقوں کے حکام مرکز کے ظلم کا شکار ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن حالات سدھرنے میں نہیں آتے۔

اشتراکی مظالم

اگر ملکی لوگوں کی ترقی حکومت کا مقصود ہوتا۔ تو آزاد قبائل کی زندگی سیاست اور آبائی پیشہ میں مداخلت کی بجائے اسے ترقی دی جاتی۔ اور موجودہ زمانہ کے مطابق انہیں ڈھالا جاتا۔ لیکن کانوں کارخانوں اور کھیتوں میں جو سفید روس کے لئے مال پیدا کرتے ہیں۔ اور جو خود روسیوں کے ہاتھ میں ہیں کام کرنے والے محنت کش مزدور اور کسان کہاں سے آتے؟ یہ لوگ تھے آزاد۔ جب انہیں مجبور کیا گیا۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ مقابلہ کیا۔ بغاوتیں کیں۔ اور ساری دنیا میں انقلاب پھیلانے اور بغاوت کے دلدادوں نے ان کے لاکھوں جوان تلوار کے گھاٹ اتار دیئے۔ ان کے مال مویشی لوٹ لئے گئے۔ ان کے لیڈر قید یا قتل کر دیئے گئے آخر کار زنجیروں میں جکڑے گئے۔ امسال یوم مئی پر دہلی کے مزدوروں نے روس میں مزدوروں کی جبری بھرتی کے خلاف مظاہرے کئے۔ روس کا یہ طریق ہندوستان کے قدیم دستور بیگار سے کسی طرح کم نہیں۔

اشتراکی ذہنیت

ہمیں بقول لینن واقعات پر غور کرنا چاہیئے۔ نہ کہ اشتراکی لیڈروں کے دعووں تقریروں اور تحریروں پر اعتبار کرنا چاہیئے۔ ساری دنیا میں انقلاب برپا کرنا۔ غیر اشتراکی قائم شدہ حکومت میں بغاوت پھیلانا۔ اس کا تختہ الٹنا۔ دنیا کے مزدور کسانوں کو سامراجی زنجیروں سے نجات دلانا ان کا نصب العین ہے۔ ہر مناسب و غیر مناسب قانونی یا غیر قانونی طریق پر دنیا کے ہر خطہ میں جو سوویٹ روس کا ہمنوا نہیں۔ ہر اہل و نااہل باغی شخص کی مدد اور ہمت افزائی کرنا ان کا نہایت پسندیدہ مشغلہ ہے۔ لیکن جب اپنی زیر اقتدار غیر روسی اقوام میں کوئی آزادی پسند قوم عہد و پیمان کی بناء پر اپنے جائز حقوق کا مطالبہ کرے۔ تو اسے اور اس کے لیڈروں کو رجعت پسند۔ سامراجی اور اشتراکی نصب العین سے انحراف کا مجرم قرار دے کر تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے۔ اور سفید روسیوں کے مفاد کے لئے ان کی زنجیریں اور زیادہ مضبوط کر دی جاتی ہیں۔ ان کی جنگ آزادی سامراجی حکومتوں سے ساز باز ظاہر کر کے بری طرح کچل دی جاتی ہے۔

کیا اشتراکی لیڈروں کی یہ ذہنیت مذہبی دیوانوں۔ کٹڑ ملّا۔ پنڈت اور پادری سے کسی طرح بھی کم ہے؟ جیسے ملّا۔ پنڈت اور پادری کہتا ہے۔ صداقت صرف اور صرف اسی کے پاس ہے۔ جو کچھ اس کا خیال ہے۔ وہ صحیح اور اصل مذہب ہے۔ اور وہی خدا کا پیارا ہے۔ اور دوسرے سب گردن زدنی۔ ملیچھ اور وحشی لوگ ہیں۔ اس طرح اشتراکی اپنے آپ کو اصل اور صحیح آزادی کا حامل اور مزدور کسانوں کا خیر خواہ اور ہمدرد خیال کرتا ہے۔ اور دوسرے سب غلام آزادی سے محروم اور عوام کے دشمن سمجھتا ہے۔

ترکستانیوں کی بغاوتیں دوسرے عالمی جنگ تک ہوتی رہیں۔ مگر وہ سب سامراجی حکومتوں بلکہ زار روس کے ظالمانہ طریق سے بھی زیادہ تشدد اور سختی کے ساتھ دبائی جاتی رہیں۔ اور تمام قسم کے حقوق خود اختیاری ان سے چھین لئے گئے۔ جنگ کے بعد سفید روسیوں کی آبادکاری ان علاقوں میں پہلے سے بہت زیادہ تیز کر دی گئی۔

یہ لوگ کہاں تک روسیوں کے ہمنوا ہیں۔ اس واقعہ سے بھی ظاہر ہے۔ جو دوران جنگ میں ایسی فوجوں کو پیش آیا۔ ان علاقوں کے ... یوں کی بہت بڑی تعداد جو ایک لاکھ سے بھی زیادہ تھی۔ جرمن فوجوں سے جا ملی۔ لیکن جرمن کی شکست کے بعد اتحادیوں نے وہ سب لوگ روس کو جبراً واپس کر دیئے۔ ان کا جو حشر ہوا۔ وہ ظاہر ہے۔ (ملاحظہ ہو سوویٹ ایمپائر مصنفہ وولف کسرو)

ترکستان کا نام بھی مٹا دیا گیا

۱۹۲۴ء کے روس کے نقشوں میں سے ترکستان کا نام ہی مٹا دیا گیا۔ اور اس کی جگہ پانچ نامنہاد جمہوریتیں قائم کی گئیں۔ (۱) ترکستان (۲) ازبکستان (۳) تاجکستان (۴) قرغیزیہ (۵) ترکمانیہ۔ اس تقسیم سے ان اقوام اور علاقوں کی وحدت۔ قومی۔ لسانی۔ تاریخی۔ روایتی جغرافیائی وغیرہ ختم کر دی گئی۔ اور ان میں اتحاد و یگانگت کی تمام صورتیں نظر انداز کر کے ان میں مغائرت بیگانگی کی خلیج وسیع تر کرنے کی مسلسل کوششیں مرکزی حکومت کی جانب سے جاری رہیں۔ عربی رسم الخط جو سب زبانوں کا مشترک تھا۔ چھڑوا کر رومن روسی اختیار کرنے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔ ناموں کے ہجے اور تلفظ اسی طرح بدلے جا رہے ہیں۔ کہ ان میں سے ترکی یا اسلامی بو بھی نہ آنے پائے۔ بلکہ وہ روسی معلوم ہوں۔

خیالات پر پابندی

انقلاب کے ابتدائی زمانہ میں قومی گیتوں میں زار روس کے مظالم اپنے مذہبی اور قومی رہنماؤں کے کارنامے بیان کرنا بہت پسندیدہ خیال کیا جاتا تھا اور حکومت مرکزی ہمت افزائی کرتی تھی۔ لیکن بعد میں ایسے گیت سفید روسیوں اور روس سے ان لوگوں کی منافرت اور مغائرت کا موجب۔ اشتراکیت کے نظریہ سے انحراف پیدا کرنے والے سامراجیت اور قبائلی سرداروں کی مدح پر مبنی مذہب کی جانب رجحان کا باعث قرار دے کر ممنوع کر دئے گئے۔ حتیٰ کہ کسی شاعر کا اپنے وطن قوم یا مذہب سے محبت کے جذبات کا اظہار۔ قدرتی مناظر یا گل و بلبل کا ذکر بھی ناپسندیدہ اور جرم سمجھا جانے لگا۔ کیونکہ ایسے خیالات سے قومیت کی بو آتی ہے جو اس نصب العین کے صریحاً خلاف ہے۔ جس کی طرف ماسکو کی مرکزی پارٹی پرولتاریہ کو لے جانا چاہتی ہے۔ اب تو عوامی گیتوں میں اپنے آباؤ اجداد مذہبی یا قومی لیڈروں کے ذکر اذکار اور قوم یا وطن سے محبت کے اظہار کی بجائے کارخانوں اور کھیتوں میں کام کرنے والے بیچارے محنت کشوں کے کارناموں کا ولولہ انگیز طریق پر بیان مارکس۔ لینن اور سٹالن کی مدح سرائی۔ مزدور کسان کو ساری دنیا میں انقلاب برپا کرنے اور بغاوت پھیلانے کے لئے جوش و خروش پیدا کرنے والے خیالات ہوتے ہیں

غرضیکہ سوویٹ روس میں تحریر و تقریر حتیٰ کہ فنون لطیفہ پر بھی پابندیاں عائد ہیں۔ اور اس سلسلہ میں مرکزی پارٹی کی جانب سے اس طریق و دستور کی نسبت بھی تفصیل وار ہدایات شائع کی جاتی ہیں۔ جن پر چلنا لازمی قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ اشتراکیت کے شیدائی مشہور عالم جیہ مصنفین کی معرکۃ الآراء تصنیف "دی گاڈ دیٹ فیلڈ" (یعنی معبود ناکام رہا) اس کی تصدیق کرتی ہے۔

اسلام کی محبت کی چنگاری

لیکن ان مظالم۔ تشدد اور سختیوں کے باوجود ان ستم رسیدوں کے دل کی گہرائیوں میں ابھی وطن اور اسلام کی محبت کی آگ کی طرح دبی ہوئی ہے۔ جس کی کوئی چنگاری کسی شاعر یا ادیب کے کلام سے کبھی کبھی نظر آ جاتی ہے۔

ترکستان کے قومی شاعر منجان جمعہ بے نے جو یدلیسو کا رہنے والا ہے۔ اور جس کا دیوان تاشقند سے ان پابندیوں کے عائد ہونے سے پہلے طبع ہو چکا تھا۔ اپنے بعض گیتوں میں ترکستان اور ترکی کے ترکوں کی حالت زار کا نقشہ نہایت پُرسوز انداز میں کھینچا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے شکوہ کرتے ہوئے کہتا ہے۔

تو نے ہر ملک حتیٰ کہ مفلوک الحال عرب کو بھی جس ملک میں اونٹ پالے جاتے ہیں۔ راہ دکھانے کے لئے ایک نبی عطا کیا۔ اور ایک پاک کتاب دی،

لیکن تو نے ہم ترکوں کو اس انعام سے نہیں نوازا ہم نے مختلف ملکوں کے نبیوں کی پیروی کی اور تیرے پاک کلام پر ایمان لائے۔ لیکن ہمیں راہ نہیں دکھائی۔ (یعنی ان مظالم سے نجات پانے کی راہ) ہمارے پاس بھی ایک نبی بھیج۔ جو ہمیں وہی راہ دکھائے۔

اولف کیر وا اپنی تصنیف سوویٹ ایمپائر کے ۱۹۵۳ء کے صفحہ ۲۶۷ پر لکھتا ہے۔

"اسلام میں مشکلات کے وقت ہمیشہ مجدد پیدا ہوتے رہے۔ جیسا کہ ایک زمانہ میں امام غزالی رح جو ایران میں طوران کی سرحد سے صرف چند میل کے فاصلہ پر پیدا ہوئے تھے۔ اسلام کی تجدید کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ شاید اب بھی کوئی مجدد ہو۔ مصنف نے انگریزی میں بھی لفظ مجدد لکھا ہے۔ جس کا ترجمہ اس نے رینیور (Renewer) کیا ہے) مومنوں کی ہدایت کے لئے پیدا ہو۔"

بعثت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جمعہ بے اور اس کے ہم وطن آہنی پردہ کے پیچھے شاید اس سے بے خبر ہوں کہ اس زمانہ میں انہی کی سرزمین اور قوم کے ایک خاندان کا چشم و چراغ رسول عربی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک غلام اللہ تعالےٰ نے نہ صرف اپنے قومی بھائیوں ترکستانیوں کی بلکہ دنیا کے سارے مسلمانوں کی نجات اور رستگاری اور اسلام کی تجدید کے لئے بھیجا ہے۔ اور اپنے ان بھائیوں پر مظالم ہونے سے کئی سال پہلے عالم الغیب نے اسے خبر دی تھی۔ کہ دنیا اور ترکستان کے لوگ پکاریں گے۔ یامسیح الخلق عدوانا یعنی اے مخلوق خدا کے مسیح ہماری مدد کو پہنچ۔ پھر اسے اللہ تعالےٰ نے قریباً نصف صدی پہلے یہ بھی اطلاع دی تھی۔ (باقی صفحہ ۷ پر)

میری والدہ مرحومہ

(اہلیہ صاحبہ سید بشیر احمد صاحب منیجر دواخانہ خدمت خلق)

میری پیاری والدہ سیدہ حلیمہ بانو صاحبہ مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۵۴ء بروز جمعہ ۱/۲-۱ بجے شب ہمیں حزیں چھوڑ کر اپنے حقیقی مولا سے جا ملیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی وفات سرگودہا میں ہوئی۔ جہاں آپ ہجرت کے بعد اپنے چھوٹے بیٹے مکرم ڈاکٹر سید حبیب اللہ صاحب ڈینٹل سرجن کے پاس مقیم تھیں۔ آپ کا جنازہ بذریعہ کار ربوہ لایا گیا۔ جہاں آپ کو مقبرہ بہشتی میں بطور امانت دفن کیا گیا۔

آپ ۱۹۳۶ء میں اپنے وطن ترکستان سے ہجرت کر کے ایک قافلہ کے ساتھ منزل بمنزل سفر کرتے ہوئے قادیان آئیں۔ آپ کے ساتھ آپ کی ایک لڑکی (خاکسارہ) بھی تھی۔ برف باری کی وجہ سے تریباً سارا راستہ آپ کو شدید سردی کا مقابلہ کرنا پڑا۔ لیکن مرکز احمدیت میں آنے کے شوق کی وجہ سے آپ نے اس عظیم مصیبت کا نہایت خوشی سے مقابلہ کیا۔ گلگت اور راولپنڈی میں وطن کے بعض دوستوں کی طرف سے آپ کو بہت روکا گیا۔ کہ آپ وہاں نہ جائیں۔ اور جس چیز کی آپ کو ضرورت ہو۔ ہم آپ کو یہاں مہیا کر دیں گے۔ آپ نے جواب دیا۔ مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ میں نے صحیح سمجھ کر احمدیت کو مانا ہے۔ اسی شوق اور جذبہ کے تحت قادیان دارالامان پہنچیں۔

آپ نہایت منکسر المزاج۔ ملنسار۔ اور مہمان نواز تھیں۔ گھر آئے مہمان کو بغیر کھلائے پلائے انہیں جانے نہیں دیتی تھیں۔ پنجگانہ نماز کی پابند تھیں اور باقاعدہ تہجد ادا کرنے کی عادی تھیں۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ میری ہوش میں آپ نے کبھی بھی تہجد کی نماز ترک نہیں کی۔ نہایت دعاگو تھیں آپ کو قرآن کریم کی بہت سی سورتیں زبانی یاد تھیں۔ رات کو جب تک نیند نہ آتی۔ آپ اُنہیں دہرایا کرتیں۔ ویسے بھی آپ ہر روز چلتے پھرتے قرآن کریم تلاوت کرتی رہتی تھیں آخر وقت تک آپ کی صحت اچھی تھی۔ آپ کسی کی محتاج نہ ہوئیں۔ وفات سے قبل آپ نہائیں۔ اور وضو کرنے کے بعد آپ نے سوتے وقت سورت یٰسین کی تلاوت کی۔ اور اس کے بعد اچانک خون کی اُلٹی آنے کے باعث اپنے پیارے آقا کے حضور حاضر ہوئیں۔

مجھے یاد نہیں۔ کہ آپ نے کبھی اپنے بچوں کو بددعا دی ہو۔ آپ بیمار بھی ہوتیں۔ تو کسی سے اپنی بیماری کا ذکر نہ کرتیں۔ جب بھی کوئی پوچھتا آپ کیسی ہیں۔ تو فرمایا کرتیں الحمد للہ اچھی ہوں۔ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کرتیں۔ آپ خدا تعالیٰ کی شکر گذار تھیں۔ کبھی ناشکری کا کلمہ آپ کی زبان پر نہیں آیا تھا۔ آپ کے کئی بچے چھوٹی عمر میں فوت ہو گئے آپ نے ہمیشہ صبر سے کام لیا۔ اور خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی رہیں۔

پچھلی گرمیوں میں آپ جب ربوہ تشریف لائیں۔ تو ایک دن مجھے اپنے پاس بلا کر فرمانے لگیں۔ کہ اگر میں اللہ میاں کے پاس چلی جاؤں تو زیادہ رونا نہیں۔ دنیا میں جو دکھ آئے اُسے صبر سے برداشت کرنا چاہیئے۔ میں نے کہا۔ امی جان آپ ایسی بات نہ کریں۔ تو فرمایا میں نے ایک لمبا عرصہ دنیا میں رہ لیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں سے فائدہ اُٹھایا ہے۔ اب میں نے دنیا میں کیا کرنا ہے ربوہ سے واپس جانے کے چند دن بعد آپ اپنے حقیقی مولا سے جا ملیں۔ اور اس طرح ہم تینوں بھائی بہنیں اپنی مہربان پیاری دعاگو والدہ سے محروم ہو گئے۔ احباب دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ ہمیں صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور مرحومہ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ اور جنات نعیم میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو تمام دکھوں اور مصیبتوں سے محفوظ رکھے۔ اور اپنے فضلوں اور رحمتوں سے حصہ وافر عطا فرمائے۔ آمین۔

پچیس ۲۵ روپے انعام

جو شخص ایک ایسی اچھی نظم لکھکر ارسال کریگا جس میں "اللہ تعالیٰ" اور "خدا تعالیٰ" کے الفاظ استعمال ہوئے ہوں جس میں خدا تعالیٰ کی عزت اور عظمت کا اظہار کیا ہو۔ اسے پچیس ۲۵ روپے نقد انعام دیا جائیگا ایسی نظم جلسہ سے قبل دفتر الفضل میں پہنچ جانی چاہیئے۔ انعام جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ۲۷/۱۲/۵۴ کو دوپہر کے وقت جلسہ کے بعد دیا جائے گا۔ ۲۵/- کی رقم عباد اللہ صاحب گیانی منیجر اشتہارات کے پاس جمع کرا دی گئی (میاں سراج الدین لاہور)

نیا دور دفتر دوم کا ہے

دفتر دوم کے مجاہدوں کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے وعدے غیر معمولی اور نمایاں اضافے سے حضور کے پیش کریں۔ اسلام پر جو نازک دور گذر رہا ہے۔ اور احمدیت جس مقصد کو لے کر کھڑی ہوئی ہے اس کو مد نظر رکھتے ہوئے ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ اس جہاد میں جو غیر ممالک میں تبلیغ احمدیت اور تبلیغ اسلام کا جاری ہے۔ شامل ہو۔ یہ ایسا کام ہے۔ کہ شدید دشمن بھی اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکا۔

اگر آپ ان دنوں اس جہاد میں حصہ لینے سے محروم ہیں۔ یقیناً آپ کے لئے مجبوریاں ہونگی لیکن اسلام کی مجبوریاں اور معذوریاں آپ کی ذاتی مجبوریوں اور معذوریوں سے زیادہ ہیں اور پھر اسلام کا اپنے پاؤں پر کھڑا نہ ہو سکنا بد اثر ڈالتا ہے۔ جتنا کہ آپ کا ذاتی طور پر چند مالی مشکلات میں مبتلا ہونا ڈال سکتا ہے۔

پس ان باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ کو توجہ دلاتا ہوں کہ آپ بھی تحریک جدید میں حصہ لیں اس صف میں کھڑے ہوں۔ جو صف اسلام کی جنگوں میں حصہ نہیں لیتی

"مت سمجھو۔ کہ تم اپنے عذروں سے خدا تعالیٰ کو خوش کر سکتے ہو۔"

"مت سمجھو۔ کہ تم اپنے عذروں کے ذریعہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی گردن اونچی کر سکتے ہو۔"

"مت سمجھو۔ تم اپنے عذروں کے ذریعہ اپنی اولادوں اور آئندہ آنیوالی نسلوں میں دین کی محبت پیدا کر سکتے ہو۔"

پہلے اُنیس سالہ دور میں جو ختم ہو گیا۔ اس میں حصہ لینے والوں کے بارہ میں تو حضور کا فیصلہ ہے کہ ان کے نام معہ اُن کی اُنیس سالہ دی ہوئی رقم کے ایک کتاب میں شائع کئے جائیں۔ دوسرا دور اُنیس سالہ شروع ہے۔ اس میں خدام الاحمدیہ کا فرض ہے۔ کہ وہ تبلیغ اسلام اور تبلیغ احمدیت کے لئے اپنا مال امام کے قدموں میں لا کر ڈھیر کر دے جس طرح دفتر اول والوں میں سے بعض نے اپنی ساری پونجی دیدی تھی۔ اور بعض نے اپنی حیثیت وطاقت سے بہت بڑھ کر قربانی پیش کر دی تھی۔ اور پھر وہ اُنیس سال تک متواتر حصہ لیتے آئے ہیں۔ اور اب بھی حصہ لے رہے ہیں۔ اسی طرح حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دفتر دوم والوں کا فرض قرار دیا ہے۔ کہ یہ نیا دور خدام کا ہے۔ ان کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنا چندہ بڑھائیں۔ اور کوئی احمدی ایسا نہ رہے۔ جو تحریک جدید میں شامل نہ ہو۔ دوسری طرف یہ کوشش کریں کہ وصولی سو فیصدی سے زیادہ ہو۔ پہلے دور میں اس قسم کی مثالیں موجود ہیں۔ کہ مثلاً وعدہ دو لاکھ کا تھا۔ تو وصولی سوا دو لاکھ ہوئی۔ جب تک وہ اس روح کو پیدا نہیں کرتے۔ اور جب تک اپنی ذمہ داریوں کو ادا نہیں کرتے۔ خالی نام کا کچھ فائدہ نہیں

اس وقت تک دفتر دوم کے جو وعدے حضور کے پیش ہوئے ہیں۔ ان سے پایا جاتا ہے۔ کہ بعض احباب کے وعدے جن کی آمد سو۔ دو سو۔ تین سو یا پانچ سات سو روپیہ ہے۔ اُن کا وعدہ ۵-۱۰-۲۰-۵۰ کے اندر چکر کھا رہا ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ جب تک خدام نمایاں اور غیر معمولی قربانی نہ کریں۔ اور اپنے وعدوں کو شاندار اضافہ کے ساتھ اپنے امام کے حضور پیش نہ کریں۔ اُس وقت تک تحریک جدید کے تبلیغی کام میں بہت مشکلات ہیں۔ پس نوجوانو!!! سے گذارش ہے۔ کہ وہ اپنے وعدے مومنانہ شان کے ساتھ بہت اضافہ سے پیش حضور کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔ آمین (وکیل المال تحریک جدید)

روحانی خزائن

الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ کی طرف سے جلسہ سالانہ پر
— خاص رعائت —

مندرجہ ذیل کتب الشرکۃ الاسلامیہ جلسہ سالانہ پر شائع کر رہی ہے۔

(۱) سیرۃ خیر الرسل۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ (۲) نبیوں کا سردار قیمت دو روپے (۳) مسئلہ وحی و نبوت کے متعلق اسلامی نظریہ قیمت ۲ روپے (۴) سیر روحانی (تین تقریریں) قیمت ۳ روپے
یہ چاروں کتب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے افاضات کا نتیجہ ہیں۔

(۵) رسالہ حج قیمت ۵ر (۶) رسالہ معیار و علامات شناخت انبیاء قیمت ۵ر (۷) اسلامی اصول کی فلاسفی (تالیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام) قیمت ڈیڑھ روپیہ (۸) تحقیقاتی عدالت کے دس سوالوں کا جواب مع تبصرہ بر جوابات مولانا مودودی صاحب (زیر طبع) قیمت ڈیڑھ روپیہ (۹) امریکہ کے ڈاکٹر ڈوئی کا عبرتناک انجام قیمت سوا روپیہ

اگر کوئی ان کتابوں کا پورا سیٹ خریدے گا تو اسے ۱۱-۱۲ روپے کی بجائے بارہ روپے میں دیا جائے گا۔ اگر مجلد لینا ہو تو اس رعائت سے فائدہ اٹھانے والوں کو ہو سکے تو جلسہ سالانہ سے پہلے ہمیں اطلاع دیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مؤلفات

(۱) حقیقۃ الوحی (۲) براہین احمدیہ حصہ پنجم (۳) نزول المسیح (۴) تحفہ گولڑویہ (۵) ازالہ اوہام (۶) توضیح مرام (۷) مسیح ہندوستان میں (۸) کشتی نوح (۹) تجلیات الٰہیہ (۱۰) ایک غلطی کا ازالہ (۱۱) آئینہ کمالات اسلام (۱۲) چشمۂ معرفت (۱۳) چشمہ مسیحی (۱۴) ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی (۱۵) اربعین مکمل (۱۶) احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے (۱۷) ایام الصلح (۱۸) تذکرۃ الشہادتین (۱۹) فتح اسلام (۲۰) اسلام اور جہاد (۲۱) اسلامی اصول کی فلاسفی

تیسرا سیٹ
حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دیگر مؤلفات

تفسیر کبیر جلد اول جزو اول (۲) تفسیر کبیر جلد ۶ جزو اول (۳) تفسیر سورۃ الکہف (۴) دیباچہ تفسیر القرآن انگریزی بزبان اردو (۵) اسلام اور ملکیت زمین (۶) اسلام میں اختلافات کا آغاز (۷) پہلے سیٹ کی چار کتب بھی اس میں شامل کی جا سکتی ہیں۔ ان میں سے ایک سیٹ یا دو نو سیٹ خریدنے والے کو بھی پہلے سیٹ کے خریداروں کی طرح رعائت دی جائے گی۔

ان کے علاوہ دیگر کتب بھی الشرکۃ الاسلامیہ کی دکان واقعہ بازار نزد جلسہ گاہ یا دفتر الشرکۃ الاسلامیہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ سے مل سکیں گی۔

بقیہ لیڈر صفحہ ۳ سے آگے

سے ضرور پوچھا جائے گا۔ کہ جب تبلیغ و اشاعت اسلام کے راستے صاف کر دیئے گئے۔ تو تم کیوں گھروں میں بیٹھے رہے۔

آخر میں ہم جماعت اسلامی کو مبارکباد دیتے ہیں۔ کہ انہوں نے تشدد کی برائی کو محسوس کر لیا ہے۔ اور وہ آئین پسندی کے قائل ہو گئے ہیں۔ اس سے ہمیں امید بندھتی ہے۔ کہ وہ یہ جلد ہی سمجھ جائیں گے۔ کہ اسلام کا مزاج لادینی تحریکوں کے مزاج سے متضاد ہے۔ اس لئے ان تحریکوں کی مثالوں سے ہم یہ ثابت نہیں کر سکتے۔ کہ اسلام کے نام پر سیاسی پارٹی بازی جائز ہے۔

چیئرمین الشرکۃ الاسلامیہ
والدین کی توجہ کے لئے

(۱) جو دوست اس دفعہ اپنے بچوں کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ساتھ لا رہے ہیں، انہیں چاہیئے کہ وہ اپنے بچوں کی خود اچھی طرح سے نگرانی رکھیں۔ عدم احتیاط کے نتیجہ میں اکثر بچے گم ہوتے رہتے ہیں۔

(۲) گمشدہ بچوں کو ان کے والدین تک پہنچانے کے لئے کارکنان کو بہت زیادہ دقت اٹھانا پڑتی ہے۔ اس دقت کو رفع کرنے کے لئے والدین کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے اپنے بچوں کی جیب میں ایک شناختی کارڈ تحریر کر کے ڈال دیں۔ جس پر بچہ کا نام۔ والد کا نام۔ مقام جماعت مع ضلع اور قیام گاہ کا پتہ درج ہو۔ امید ہے کہ اس کی پابندی کی جائے گی۔

(ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

جملہ قائدین مجالس کی فوری توجہ کیلئے

ربوہ ورکنگ کیمپ کی ترقی اور شعبہ ذہانت و صحت جسمانی کی سال رواں کی سکیم کے ماتحت مرکزی طور پر ٹورنامنٹوں کے انعقاد کے لئے خاکسار (مہتمم ذہانت و صحت جسمانی) کو اڑھائی ہزار روپیہ کی رقم عطیہ جات کے طور پر جمع کرنے کی اجازت ملی ہے۔ لہذا جملہ قائدین کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے۔ کہ وہ جہاں مقامی طور پر اس کے جمع کرنے کا انتظام فرمائیں وہاں خصوصیت سے جلسہ سالانہ میں شمولیت کا ارادہ رکھنے والے ذمہ وار خدام کو اس تحریری ہدایت کے ساتھ بھجوائیں۔ کہ وہ یہاں پہونچنے پر خاکسار سے عطیہ بکیں حاصل کر لیں۔ اور جلسہ سالانہ کے مبارک ایام میں شامل ہونے والے معزز مہمانوں سے عطایا وصول کرنے کی خدمت سرانجام دیں۔ عطیہ بکوں کی ہر رسید کی مالیت صرف دو آنہ ہوگی۔ جس پر خاکسار کے دستخط موجود ہوں گے۔ نیز یہ وضاحت کر دی جاتی ہے۔ اور یہ خدمت جلسہ سالانہ کی کارروائی سننے میں ہرگز حارج نہیں ہوگی۔ لہذا یہ ایسے خدام کے لئے دوہرے ثواب کا موجب ہوگا۔

(محمد رفیق (ملک) مہتمم ذہانت صحت جسمانی)

جلسہ سالانہ پر صنعتی نمائش نہیں ہوگی

وکالت تجارت نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ایک صنعتی نمائش کے انعقاد کا انتظام کیا تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ بہت کم احباب نے اس میں دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ اس بناء پر اس کا ارادہ ترک کر دیا گیا ہے۔ اس لئے جلسہ کے موقعہ پر نمائش نہیں ہوگی۔ احباب مطلع رہیں۔ (وکیل التجارت تحریک جدید)

یا مسیح الخلق عدوانا۔ (بقیہ صفحہ ۵)

جو ترک قوم اور اہل ترکستان کے لئے ایک بہت بڑی خوشخبری ہے۔ "میں (مسیح موعود علیہ السلام) خوارزم شاہ بخارا کے تیر و کمان سے روس کے شہر پر حملہ کر رہا ہوں۔" پھر ایک اور بشارت دی۔ "زار روس کا عصا میرے ہاتھ میں دیا گیا"۔

اول الذکر پیشگوئی کے پورا ہونے کے اب تک کوئی آثار نظر نہیں آتے۔ روس کی موجودہ ترقی رعب و دبدبہ کے مقابل پر بخارا یا ترکستان کے کسی دوسرے علاقہ والوں کا کھڑا ہونا ناممکن الوقوع اور بظاہر پاگلانہ خیال معلوم ہوتا ہے۔ لیکن قادر و قدیر غالب و عزیز خدا کے لئے تمام دلائل اور طاقتیں کوئی حقیقت نہیں رکھتیں۔ پیشگوئی کی عظمت ہی اسی میں ہوتی ہے۔ کہ ناممکن ممکن ہو جاتا ہے۔

دوسری پیشگوئی کا ایک حصہ پورا ہو چکا ہے۔ چالیس سال ہوئے۔ کہ زار روس سے عصا جو حکومت کی علامت ہوا کرتا ہے۔ چھین لیا گیا۔ دوسرا حصہ بھی انشاء اللہ العزیز پورا ہو کر رہے گا۔

ان سے اور بعض اور پیشگوئیوں سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہی ملکوں کی مظلوم اور ستم رسیدہ ترک قومیں مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ روس کے بے خدا فلسفہ پر غلبہ حاصل کریں گی۔ اسلام روس میں زوروں سے پھیلے گا۔ حتیٰ کہ حکومت بھی وہاں اسلامی ہو جائیگی۔

روس سے یہ جنگ کیا صورت اختیار کرے گی۔ سرد ہوگی یا گرم۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے۔ جو بھی صورت ہوگی۔ غلبہ اسلام کا ہی ہوگا۔

یہ حالات میں نے کچھ تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں۔ تا یہ معلوم ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی قوم نے آپ کے آبائی وطن میں کیا سلوک ہو رہا ہے۔ اور وہاں اب کیسی فضا ہے۔ یہ حالات ترکستانیوں کی پکار۔ ایک غیر مسلم مصنف کا مجدد کی نسبت اظہار خیالات۔ حضرت مسیح موعودؑ کی ترکستان اور روس سے متعلق پیشگوئیاں۔ اشتراکی روس کا مذہب کے خلاف خاصکر اسلام کے خلاف مہم تیز تر کرنے کا مطالبہ اعلان۔ مشرق و مغرب کی موجودہ سرد جنگ بتا رہے ہیں۔ کہ ہوا اب کس رخ چلنے والی ہے۔ اور کیا کیا طوفان اٹھنے والے ہیں۔ اور ہمیں کیا تیاری کرنی چاہیئے۔

کسی فلسفہ یا ازم کا مقابلہ تیر و تفنگ۔ کسی قسم کے مہلک بموں سے نہیں کیا جا سکتا۔ محض دعاؤں اپنی حالت بدلنے اور اپنی طاقت کے مطابق کوشش سے ہو سکتا ہے۔ یہ سرد جنگ ہوتی ہے۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ ہمارے زندہ خدا۔ زندہ نبی۔ زندہ کتاب اور ہر زمانہ میں تازہ بتازہ پھل لانے والے دین اسلام کے مقابل پر دہریت کا بے خدا فلسفہ کبھی ٹھہر نہیں سکے گا۔ اور مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ایک بار پھر فرغانہ۔ خیوا۔ سمرقند اور بخارا کی ترک اقوام اسلام کی شان دنیا میں ظاہر کریں گی۔ انشاء اللہ العزیز۔

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ الفضل خود خرید کر پڑھے۔

قاضی کا تقرر

مولوی عبدالکریم صاحب مولوی فاضل کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے جہلم کی جماعت احمدیہ کے لئے برائے تین سال قاضی مقرر فرمایا ہے۔ متعلقین مطلع رہیں۔ (ناظم دار القضاء ربوہ)

درخواست دعا

شاہ جی محمد اکبر خان صاحب رئیس ترنگ زئی پر فالج کا حملہ ہوا تھا۔ وہ لیڈی ریڈنگ ہسپتال پشاور میں زیرِ علاج ہیں۔ موصوف نہایت مخلص احمدی ہیں۔ احباب اُن کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

(عبد العزیز)

کراچی میں ضرورت ہے

(۱) فیکٹری کیلئے ایک cashier کی جو انگریزی اچھی طرح بول سکیں۔ اور خوش اطوار ہوں۔ تنخواہ ۲۵۰ روپیہ ماہوار

(۲) چند SUPER VISERS کی جو کام اور کاریگروں کی دیکھ بھال کر سکیں۔ اور پورا کام سنبھالنے کی ذمہ داری دے سکیں۔ تنخواہ کا فیصلہ بالمشافہ

(۳) میٹرک پاس یا فیل۔ سمجھدار کلرکوں کی جو گاہکوں کو کپڑے دے سکیں اور ان کی رسیدوں کو پڑھ سکیں۔ عمر ۱۸ سال سے زیادہ ہو۔ تنخواہ ۸۰ سے ۱۰۰ تک

(۴) ایسے بیکار کئی جوانوں کی جو ہنر سیکھنا عار نہ سمجھتے ہوں ہم اُن کو ایک سے دوماہ میں ریشمی اور گرم کپڑوں کو استری کرنے کا کام سکھا کر ۱۰۰ سے ۱۲۵ روپیہ ماہوار تنخواہ دیں گے۔ کام سکھانے کے دوران میں کھانے اور رہنے کی جگہ دیں گے۔ اور کچھ جیب خرچ اس کے لئے معمولی تعلیم کافی ہے۔ بغیر تعلیم کے بھی سمجھدار کام سیکھ سکتے ہیں۔

(۵) چوکیدار کی جو حفاظتی کاموں کو سنبھال سکیں۔ تنخواہ ۷۵ سے ۹۰ روپے

صرف وہی دوست مجھے ملیں۔ جو دیانتداری سے اپنا ذریعہ معاش مستقل طور پر قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ چند ماہ کے لئے ہم رہنے کی جگہ دے سکتے ہیں۔ اس کے بعد دوست اپنا انتظام کر لیں۔

احمد معرفت دفتر امور عامہ۔ اوقات صبح جلسہ سے ایک گھنٹہ پہلے دوپہر کو پہلے اجلاس اور دوسرے اجلاس کے وقفہ میں رات کو جلسہ کے بعد۔ ایک گھنٹہ تک ۔ یہ صرف ۲۶۔ ۲۷۔ اور ۲۸ دسمبر کے اندر

ضروری اطلاع

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ آئندہ مجھے محمد احمد کی بجائے محمد احمد شاہ کے نام سے موسوم کیا جائے۔

حوالدار محمد احمد شاہ ۲۱۶ گریزن کمپنی نوشہرہ